صوفیاء کی سیرت نگاری پر مشتمل توضیحی کتابیات

A Descriptive Bibliography of Sufi Works on the Prophetic Biography

ڈاکٹر عبد الجبار قمر
اسسٹنٹ پروفیسر منہاج یونیورسٹی لاہور
ajqamar92@gmail.com

Abstract

While scholars and researchers have produced numerous works on the life of the Holy Prophet ,ﷺ as well as Sufis also have expressed their profound love and devotion for Muhammad ﷺ through their writings. This paper presents a brief overview of some prominent Sufi authors who have written on the Prophet's blessed life, Prophetic virtues and their attributes.

The present article offers a concise introduction to major works authored by Sufis on the life of the Holy Prophet ﷺ. In particular, it highlights the writings of Syed Muhammad Hashim Thathvi, Qazi Abdul Daim Daim, Syed Abu al-Faiz Qalandar Ali Suhrawardi, Sufi Barkat Ali Ludhianvi, Syed Muhammad Wajeeh al-Sima Irfani, Khawaja Abdul Rahman Choharvi, Sheikh al-Islam Muhammad Anwarullah Qadri Chishti and Baba Irfan-ul-Haq.

Keywords: Sufism, Seerat Un Nabi, Descriptive Bibliography, Serial Publication, Poetry.

جہاں علماء اور محققین نے سیرت پر بے شمار کتب لکھیں، وہاں صوفیاء نے بھی اپنے عشق و محبت کا اظہار کیا۔ اس مقالے میں چند معروف صوفیاء سیرت نگار جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور فضائل وشمائل پر کتب لکھی ہیں، ان کتب اور مصنفین کا مختصراً تعارف پیش کیا جائے گا، خاص طور پر سید محمد ہاشم ٹھٹھوی، قاضی عبد الدائم دائم، سید ابو الفیض قلندر علی سہروردی، صوفی برکت علی لدھیانوی، سید محمد وجیہہ السیما عرفانی، خواجہ عبد الرحمن چھوھروی، شیخ الاسلام محمد انوار اللہ قادری چشتی اور بابا عرفان الحق شامل ہیں۔

ذیل میں صوفیہ کی چند اہم لکھی گئی سیرت نبوی ﷺ کے متعلق کتابوں کا تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

1۔ اخلاق نبوی و محاسن مصطفی

مخدوم سید حسین نوشہ توحید بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں لکھی گئی فارسی میں پہلی کتاب ہے، جس کا نام اخلاق نبوی و محاسن مصطفوی ہے۔ مخدوم حسین نوشہ توحید بلخی کا وصال 844ھ ہجری میں ہوا۔ اس کتاب کا ترجمہ ڈاکٹر سید شاہ مظفر الدین بلخی الفردوسی نے کیا ہے۔ اس کتاب کی تحقیق وترتیب عثمان وجاہت نے کی ہے۔

فارسی زبان میں پانچویں سے آٹھویں صدی ہجری کے درمیان کئی اہم نثر پارے وجود میں آئے۔ ان میں حکایات و قصص، اخلاق و عرفان، تذکرہ و احوال کی صورت میں کاوشیں سامنے آئیں۔ لیکن ان گراں قدر کارناموں میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر فارسی زبان میں ایک خلا سا محسوس ہوتا ہے۔ کچھ کام حکایات و کثرت سے انبیاء کے عنوان سے ہوا، جن کا ایک باب سیرت خاتم النبیین بھی رہا۔ لیکن خاص سیرت پر کوئی قابلِ تذکرہ کاوش سامنے نہیں آئی۔

حضرت عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے **شواہد النبوہ** لکھی، جو باضابطہ ایک کتاب کی حیثیت میں سامنے آئی۔ لیکن برصغیر میں سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی کتاب کا شرف مخدوم حسین بلخی کے رسالہ اخلاق نبوی کو حاصل ہے۔

عربی سے فارسی کی جانب تیزی سے سرکتے ہوئے منظر نامے میں، کئی ملکوں پر محیط مسلم معاشرے کی اہم قارئین کے لیے سیرت پر کسی جامع، عام فہم، سلیس اور مختصر کتاب کی کمی کھٹکتی رہی۔ تبلیغ ودعوت کے مشن کو اپنے شب وروز کی محنت سے سینچنے والے حضرت مخدوم جہاں اور مخدوم حسین نوشہ توحید بلخی نے اس ضرورت کو شدت سے محسوس کیا۔ یہی وجہ ہے کہ روحِ اسلام اور جانِ دین کو بڑی بڑی کتابوں اور اونچے معیاری و مغلق متن سے نکال کر مکاتیب کے قالب میں ڈھالا گیا۔ دور از فہم اور دور از کار کو قریب سے قریب تر، آسان سے آسان تر بنایا گیا۔

اسی کوشش کا ایک حصہ، عام فہم، سہل، سلیس، مختصر، لیکن جامع سیرت کا ایسا بیان ہے جو مستند بھی ہو اور سند کے سخت و سنگلاخ چھلکے سے آزاد بھی ہو۔ ممکن نہ ہو سکا، چنانچہ مخدوم حسین نوشہ توحید بلخی نے اسے بڑی خوبی اور کمال کے ساتھ ممکن بنا دیا اور رسالہ اخلاق نبوی و محاسن مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم وجود میں آیا۔ حضرت مخدوم حسین نے مکاتیب کے ذریعے، مکتوب الیہ کے خاص سوال کو آسان پیرائے میں خاص جواب سے نوازا۔ عام لوگوں کے ذہن میں پیدا ہونے

والے اشکال اور رحمت الناس نیز نو مسلمین کی ضرورت و احتیاط کو سامنے رکھتے ہوئے، سیرت کی ایک ایسی کتاب تحریر فرما دی جو بے نظیر ہے۔ اور اس قدر جامع ہے کہ عوام و خواص کے شب و روز کی زندگی کا کوئی گوشہ اس سے اچھوتا نہیں۔

حضرت مخدوم حسین نوشہ توحید بلخی کا یہ بھی بہت بڑا کمال ہے کہ انہوں نے بیانِ سیرت و اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سہل اور عام فہم بنانے کے عمل میں، استناد اور ثقاہت سے ایک مقام پر بھی سمجھوتہ یا چشم پوشی نہیں کی۔ جس قدر سادگی اور ملائمت کے ساتھ پیش کی گئی ہے، اسی قدر اس کے استناد اور ماخذ کی پختگی اور صحت مندی بھی منظر عام پر چاک و چوبند رہی۔

حضرت مخدوم حسین ذواللسانین ہیں۔ عربی و فارسی دونوں زبانوں پر یکساں قدرت اور صاحب قلم ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ان کی فارسی نثر اس رسالہ میں اس قدر فصیح اور رواں ہے کہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ آپ کی مادری زبان فارسی تھی یا عربی۔ چھوٹے چھوٹے جملے، واضح مفہوم، معنی و منظر کی صد فیصد ترسیل، یہ کمال ہے۔ اس رسالہ اخلاق نبوی کو پڑھنا، سمجھنا اور یاد کرنا—تینوں آسان بھی ہیں۔ یہی تین کمال جب کسی جگہ جمع ہوتے ہیں تو وہ شاہکار قرار پاتا ہے۔ بلاشبہ، اس کی فارسی نثر، اس کا سہل اسلوب، اس بات کا متقاضی ہے کہ اسے نصاب میں شامل کیا جائے۔ اس کا الفاظ تکلفات سے عاری اور تصنع سے پاک ہونا بھی اس کی واضح خوبیوں میں سے ایک ہے۔

یہ کتاب صرف "رسول کے تصور" کو سمجھنے کا موقع فراہم کرے گی، اور اسی کی روشنی میں کردار اور اعمال کی تعمیر، باطن کی راہ میں نقشِ راہ ہوگی۔ یہ اللہ کے اس تخلیقی شاہکار کا تذکرہ ہے، جس کے مکارمِ اخلاق سے ربِ کریم کے اخلاق و آداب کا شعور پیدا ہوا۔ اور اس کے ساتھ محبت اور شیفتگی نے جلا پائی۔

یہ رسالہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات و اخلاق کی ایک جھلک اور اس کا ادنیٰ حصہ ہے۔ بات واضح رہے کہ ظاہری طور پر طریقہ، دراصل باطنی حال و احوال کا آئینہ عنوان ہے۔ یعنی باطنی اخلاق و صفات کے مطابق ہی آداب، جو اہر کی حرکات اور اعمال ظاہر ہوتے ہیں۔ جس کا دل آدابِ نبوت سے آراستہ نہ ہو، اس کا اخلاق حضرتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر نہ ہو، تو وہ انوارِ الٰہی کے فیضان سے بھی محروم رہتا ہے۔ اس کتاب کے آخر میں کتاب میں

موجود احادیث کی تخریج بھی کی ہوئی ہے۔ اور احادیث کے مکمل متن کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ مولانا فیض الدین مصباحی نے کتاب کے آخر میں اصل فارسی متن کا عکس بھی دیا ہے۔(1)

2۔ حدیقۃ الصفاء فی اسماء النبی المصطفیٰ ﷺ

یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ پر بڑی خوبصورت اور بابرکت کتاب لکھی گئی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہزار ایک سو ستتر (1177) نام اس میں جمع کر دیے گئے ہیں۔ اس کتاب کے مصنف مخدوم سید محمد ہاشم ٹھٹھوی سندھی ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ محمد احمد رضا نے کیا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت 2007 میں، شعبۂ تحقیق و تصنیف جامعہ قدسیہ، کراچی سے ہوئی۔

سید محمد ہاشم ٹھٹھوی، ٹھٹھہ کے ایک مضافاتی بستی "بطورہ" میں، ربیع الاول 1104ھ بمطابق 1692ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام محمد ہاشم بن عبد الغفور ٹھٹھوی سندھی ہے۔ آپ نے علومِ متداولہ کی تعلیم اپنے والد عبد الغفور بن عبد الرحمن سندھی سے حاصل کی۔ پھر آپ نے حدیث اور دیگر کتب کی تعلیم اولیاء، مخدوم ضیاء الدین ٹھٹھوی سے حاصل کیں۔ 1135ھ میں آپ نے حرمین شریفین کی طرف سفر کیا اور وہاں کے علماء و مشائخ سے بھرپور استفادہ کیا۔

جب علومِ ظاہری کی تکمیل ہوئی تو پھر آپ تزکیۂ نفس اور تصوف کی طرف مائل ہوئے اور حضرت شیخ نور الحق ابو القاسم نقشبندی کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن انہوں نے شیخ سید سعد اللہ سورتی کی خدمتِ عالیہ میں بھیج دیا، جو شیخ عبد القادر جیلانی کے سلسلے میں سے تھے۔ حضرت مخدوم ایک سال تک اپنے شیخ کی خدمت میں رہے۔ محمد ہاشم ٹھٹھوی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے ہم عصر تھے۔ علوم اسلامیہ، تفسیر و حدیث، فقہ و اصول، کلام و تصوف، سیرت و تاریخ اور شعر و ادب میں اپنے دور کے امام تھے۔ آپ ٹھٹھہ کے ایک بڑے مدرسے میں اسباق پڑھایا کرتے تھے، ہر جمعہ کو جامع مسجد خسرو میں وعظ و نصیحت کیا کرتے، روزانہ بعد عصر حدیثِ نبوی کا درس دیا کرتے تھے۔ تصانیف کی تعداد بعض علماء سندھ نے

(1) منعمی، شمیم الدین احمد۔ اخلاقِ نبوی و محاسنِ مصطفیٰ۔ حسین نوشہ توحید بلخی (مقدمہ)۔ لاہور: ورلڈ ویو پبلیشرز، 2021ء، 35–38۔
Munʿamī, Shamīm al-Dīn Aḥmad. *Akhlaq-e-Nabawī wa Maḥāsin-e-Muṣṭafā*. Foreword by Ḥusayn Noshah Tawḥīd Balkhī. Lahore: World View Publishers, 2021, pp. 35–38.

120تک لکھی ہے۔ آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت کے حوالہ سے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اس میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

1. وسیلۃ الفقیر بشرح اسماء الرسول البشیر۔ یہ کتاب حدیقۃ الصفاء کی شرح ہے
2. جوامع کلم النبی ﷺ
3. فتح القوۃ فی نسب النبی ﷺ
4. حیات القلوب فی زیارت المحبوب
5. سفینۃ السالفین الی بلد اللہ الامین
6. تحفۃ السالکین الی جناب الامین
7. رسالۃ فی معجزات النبی ﷺ
8. رسالۃ فی ذکر افضل کیفیات الصلوۃ علی النبی ﷺ

زیر بحث کتاب اصل میں فارسی زبان میں ہے۔ اس کتاب کے شروع میں مصنف لکھتے ہیں:

"میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ، علمائے سابقین کی مشہور و مستند کتب کو تفصیل سے دیکھا ہے۔ قاضی ابو بکر ابن عربی سے منقول ہے کہ بعض مشائخ صوفیہ فرماتے ہیں کہ حق تبارک و تعالیٰ کے ہزار اسمائے گرامی ہیں، اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی ایک ہزار اسمائے گرامی ہیں۔ شرح نموزج اللبیب، شیخ عبد الرؤف المناوی کی تصنیف ہے، اس میں ابن فارس کا قول منقول ہے کہ جنابِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہزار اسماء گرامی ہیں۔ لیکن ان تمام اسماء کی تفصیل کسی کتاب میں نہیں ملی، پس اس بندۂ ضعیف کو یہ داعیہ پیدا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء شریف، کوئی ایک ہی لڑی میں پرو کر جمع کیے جائیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جاننا چاہبندۂ ضعیف نے اس رسالہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اسماء ذکر کیے ہیں، وہ چار قسم کے ہیں۔

1. بعض اسمائے مبارکہ اللہ تعالی نے قران مجید میں ذکر کیے ہیں۔
2. اس کے علاوہ بعض اسماء مبارکہ دوسری الہامی کتب میں بھی آئے ہیں۔

3. بعض اسماء ایسے ہیں جو کہ احادیث نبویہ اور صحابہ و تابعین کے آثار میں میں محفوظ ہیں۔
4. بعض اسماء مبارکہ کو علمائے سلف نے جو علمِ تفسیر حدیث پر کامل دسترس رکھتے ہیں، جمع کیا ہے۔

علامہ محمد بن سلیمان جزولی نے دلائل الخیرات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے 201 نام ذکر کیے ہیں۔ امام سخاوی نے القول البدیع میں، اور علامہ قسطلانی نے المواھب اللدنیہ میں 430 نام ذکر کیے ہیں۔ علامہ محمد بن یوسف صالح شامی نے سیرت میں 778 اسمائے گرامی نقل کیے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی پر الریاض الآنیقہ فی شرح اسماء خیر الخلیقہ تصنیف فرمائی۔ علامہ محمد بن یوسف صالحی الشامی نے سبل الھدیٰ والرشاد سیرتِ خیر العباد میں اسمائے مبارکہ کا ذکر کیا۔ مصنف نے ان اسماء مبارکہ کو حروفِ تہجی کی ترتیب سے لکھا ہے(2)۔

3۔ بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ

اس کتاب میں حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت کو سنین کے اعتبار سے جمع کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی تحقیق مخدوم امیر علی عباسی نے کی ہے۔ مثلاً، نبوت کے تیسرے سال میں جو واقعات پیش آئے ان کو اس ترتیب سے بیان کیا گیا ہے۔

1. اسامہ بن زید کی پیدائش۔ (بعض نے آپ کی پیدائش کا ذکر پانچویں سال میں بھی کیا ہے)۔
2. حضرت عبد اللہ بن یزید کی پیدائش کا ذکر۔
3. اعلانیہ دعوت کا حکم۔
4. اقربین کو انذار کا حکم۔ بعض نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ چوتھے سال میں تنذیر کا حکم ہوا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چوتھے سال میں سورت تبت نازل ہوئی۔

(2) ٹھٹھوی، ہاشم۔ حدیقۃ الصفاء فی اسماء النبی المصطفی۔ کراچی: مکتبہ الرازی، 2007ء، 43-44۔
Ṭhaṭṭhvī, Hāshim. *Ḥadīqat al-Ṣafā fī Asmāʾ al-Nabī al-Muṣṭafā*. Karachi: Maktabah al-Rāzī, 2007, pp. 43–44.

اس کتاب کا ترجمہ "عہد نبوت کے ماہ و سال" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ اس کتاب کے 307 صفحات ہیں۔ کل 1112 واقعات اس کتاب میں بیان کئے گئے ہیں۔ ہر واقعہ کی علیحدہ نمبر نگ کی گئی ہے۔ کتاب کے آخر میں اعلام، اماکن، ماخذ، ابحاث کا اشاریہ بھی دیا گیا ہے(3)۔

4۔ ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول ﷺ:

اس کتاب کے مصنف بھی مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی ہیں۔ اس کتاب کو مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب درود شریف کے موضوع پر ہے۔ اس کتاب میں حضور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کے مختلف طریقوں کو بیان کیا گیا ہے۔ مختلف صیغوں سے جو درود پڑھے جاتے ہیں ان کو انہوں نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔

اس رسالہ میں درود شریف کے وہ صیغے جمع کیے گئے ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، اور دیگر اکابرین سے منقول ہیں۔ اس میں 185 درود کو مختلف صیغوں سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے 194 صفحات ہیں۔ آخر میں کتاب کا اصل عربی متن بھی موجود ہے جو کہ 62 صفحات پر مشتمل ہے۔

5۔ انوار احمدی

یہ کتاب مولانا محمد انوار اللہ قادری چشتی کے تیسرے سفر حج کی دلکش یادگار ہے۔ مدینۂ منورہ میں قیام کے دوران، آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و مناقب اور شمائلِ مبارکہ پر مشتمل ایک مسدس نظم لکھی۔ یہ نظم، قرآنِ مجید، احادیثِ مبارکہ، اقوالِ علماء کرام، اور ارشاداتِ اولیاءِ عظام کا خلاصہ ہے۔ انہی مضامین کو آپ نے نظم کا جامع پیرہن پہنا دیا ہے۔

(3) ٹھٹھوی، ہاشم۔ بذل القوۃ فی حوادث السنی النبوۃ۔ حیدر آباد: لجنۃ احیاء الادب السندی، 1966ء، 16۔

Ṭhaṭṭhvī, Hāshim. *Badhl al-Quwwah fī Ḥawādith al-Sinī al-Nabawiyyah*. Hyderabad: Lajnat Iḥyāʾ al-Adab al-Sindhī, 1966, p. 16.

یہ نظم، آپ کے منصوبے کے مطابق ابھی پایۂ تکمیل کو نہ پہنچی تھی کہ خیال آیا کہ ممکن ہے لوگ اس کو عام نظم یا نعت سمجھ لیں، اور اس کو ناظم کے جذبات کی جولانی خیال کرنے لگیں، اس بنا پر آپ نے اس کی شرح لکھنی شروع کی، تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ اس میں شامل مضامین کس قدر مستند اور مضبوط ہیں۔

یہ کتاب، اس مبارک مسدس کے صرف چھ بندوں کی تشریح ہے، جبکہ اس کے کل 62 بند ہیں، جو کہ کتاب کے آخر میں ذکر کر دیے گئے ہیں۔ اس طرح نہ ہی یہ نظم مصنف کے منصوبے کے مطابق مکمل ہے، نہ ہی اس کی یہ شرح۔ لیکن باایں ہمہ، جس قدر موجود ہے، اہلِ ایمان کے لیے حرزِ جاں بنانے کے لائق ہے، اور نامکمل ہونے کے باوجود نامکمل ہونے کا احساس نہیں ہوتا۔ اپنے موضوع پر نہایت جامع اور مدلل ہے۔

علامہ محمد انوار اللہ، حیدرآباد دکن کے قصبہ کندھار میں 1264ھ کو پیدا ہوئے۔ والدِ گرامی کا نام شجاع الدین قاضی سراج الدین تھا، جو اپنے زمانہ کے معروف عالمِ دین اور شیخ طریقت تھے۔ آپ نے تعلیم کا آغاز اپنے والدِ ماجد سے کیا۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اور معقولات و منقولات کی تعلیم کے لیے فرنگی محل میں، مولانا عبد العلیم فرنگی محلی، اور ان کے وصال کے بعد ان کے جانشین، مولانا ابو الحسنات عبد الحیٔ فرنگی محلی کی خدمت میں حاضر رہے۔ علمِ تفسیر، شیخ عبد اللہ یمنی سے حاصل کیا۔ طریقت کا سلوک آپ نے والدِ ماجد کی زیرِ نگرانی طے کیا، اور ان کی طرف سے بیعت کی اجازت بھی عطا ہوئی۔

1294ء کو پہلا حج کیا۔ مکہ مکرمہ پہنچے، اس وقت شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی وہاں قیام پذیر تھے۔ حضرت شیخ الاسلام محمد انوار اللہ قادری نے ان کے ہاتھ پر تمام سلاسلِ طریقت میں بیعت کی تجدید کی، اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے آپ کو خلعتِ خلافت سے نوازا۔

آپ عشاء کی نماز کے بعد فتوحاتِ مکیہ کا درس دیتے۔ اس کتاب میں انہوں نے چھ بندوں کی تشریح کی ہے، جو 400 صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلے بند کے صرف ایک شعر کی مختصر تشریح یہاں بطورِ نمونہ پیش کی جاتی ہے، شکرِ حق اس نظم میں ہے:

وہ مضامین دلپذیر، جس سے اُترے رحمت ‍ ‍ ‍ ‍ اور ہوں دلِ اعدا پہ تیر

مصنف نے اپنے ان اشعار کی تشریح خود ہی بڑے مدلل انداز میں کی ہے(4)۔ آپ نے پہلے مصرعے کی تشریح کے لیے "ذکر مصطفی باعث نزول رحمت ہے" کی سرخی متعین کی ہے۔ اس کے ذیل میں لکھتے ہیں امام سخاوی نے مقاصد الحسنہ میں حضرت سفیان بن عیینہ کا قول نقل کیا ہے۔ جب عموماً صالحین کے ذکر کے وقت نزولِ رحمت ہو، تو قیاس کرنا چاہیے کہ سید الصلحاوالانبیاء کے ذکر کے وقت کس قدر جوشِ رحمت ہوتا ہو گا۔

اور ہوں دلِ اعدا پہ تیر

یہ اس شعر کے مصرعے کا دوسرا حصہ ہے۔ اس مصرعہ کے اس حصے کی تشریح میں آپ فرماتے ہیں: المواہب اللدنیہ اور اس کی شرح زرقانی میں روایت ہے: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرۂ قضا کرنے کے لیے مکہ معظمہ داخل ہوئے، اس وقت کی یہ حالت تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے آگے، اور حضرت ابن رواحہ یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے، جن کا ترجمہ یہ ہے:

"ہٹو اے اولادِ کفار، حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ سے! آج ہم تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب کے حکم پر وہ مار ماریں گے، جو سروں کو گردنوں سے جدا کر دے، اور دوست کو دوست سے بھلا دے۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "اے ابن رواحہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو اور حرم میں تم اشعار پڑھتے ہو؟" حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے عمر! ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو، ان کے اشعار کفار کے دلوں میں تیر سے جلد تر سرایت کرتے ہیں۔"

حضرت ابن عبد البر نے الاستیعاب میں لکھا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "یا رسول اللہ! شعر کے بارے میں کیا حکم ہے؟" فرمایا: بے شک مومن اپنی تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے"(5)۔

---

(4) قادری، ارشد۔ "مقدمہ۔" انوار احمدی، 46–47۔
Qādrī, Arshad. "Muqaddimah." In *Anwār Aḥmadī*, pp. 46–47.

(5) فاروقی، انوار اللہ۔ انوار احمدی۔ حیدرآباد: مجلس اشاعۃ العلوم، جامعہ نظامیہ، 1986ء، 2–3۔
Fārūqī, Anwār Allāh. *Anwār Aḥmadī*. Hyderabad: Majlis Ishāʿat al-ʿUlūm, Jāmiʿah Niẓāmiyyah, 1986, pp. 2–3.

الحاصل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور آپ ﷺ کے مخالفین کے جوابات میں اشعار کا لکھنا جہادِ لسانی ہے، جو تیر کا کام کرتا ہے۔ اسی طرح مصنف نے باقی بندوں کے اشعار کی تشریح بھی بڑے مدلل انداز میں، احادیث و آثار کے ذریعے کی ہے۔ مولانا ارشد القادری نے 50 صفحات پر مشتمل اس کتاب کا مبسوط مقدمہ تحریر فرمایا ہے۔

6۔ مجموعہ صلوۃ الرسول

خواجہ عبد الرحمان چھوہروی کی جائے ولادت چھوہر شریف جو شہر ہری پور کے قریب ضلع ہزارہ صوبہ سرحد میں واقع ہے آپ کی عمر مبارک تقریبا 80 سال کی تھی۔ آپ کا وصال 1342ھ میں ہوا۔ صحیح بخاری کی طرز پر آپ نے 30 پاروں پر مشتمل اس کتاب کو تصنیف کیا۔ آپ اعلی اخلاق کے حامل تھے۔ نشست و برخاست، اکل و شرب، لباس وغیرہ تمام امور میں پوری اتباعِ سنت ملحوظ تھی۔ ایک مرتبہ آپ کتاب دیکھ رہے تھے کہ حضورِ پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی چٹائی سی کر درست فرمائی ہے، تو آپ بھی کتاب چھوڑ کر مسجد کی چٹائی سینا شروع ہو گئے (6)۔

اس کتاب کا ترجمہ شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب نے کیا ہے۔ یہ کتاب چوتھی دفعہ 1995 میں، پانچ جلدوں میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کا اہتمام سید محمد طاہر شاہ، سجادہ نشین دربارِ عالیہ قادریہ، سریکوٹ شریف، ہزارہ نے کیا ہے۔ یہ مقدس کتاب، درود و سلام پر مشتمل تمام تر کتابوں کا نسخۂ جامع ہے، اور ہر کتاب میں متفرق طور پر مذکورہ درود و سلام کو محیط ہے۔ مؤلف نے صرف درود و سلام کے جمع کرنے پر ہی اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے "اوّل المخلوقات" ہونے اور وجودِ نورانی کے لحاظ سے "اوّل الموجودات" ہونے کو انوکھے انداز میں بیان فرمایا ہے۔

ولادتِ باسعادت کی روح پرور کیفیات اور حالات، اخلاقِ عالیہ اور صفاتِ کاملہ، اختصاصات و امتیازات، معجزات اور خوارقِ عادت، افعال جیسا کہ معراج شریف دیگر مدارجِ عالیہ کے بیانات سے بھی مزین فرما کر اس کو کتبِ سیرت اور کتبِ خصائص کا مجموعہ بنا دیا ہے۔ سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامِ شرع سے متعلق ارشادات کو اس میں درج کر کے،

(6) سیالوی، اشرف علی۔ "مقدمہ۔" مجموعہ صلوٰۃ الرسول، از عبد الرحمن چھوروی۔ ہزارہ: دربارِ والیہ قادریہ، سریکوٹ شریف، 1995ء، 59–65۔
Siyālawī, Ashraf ʿAlī. "Muqaddimah." In *Majmūʿah Ṣalāt al-Rasūl*, by ʿAbd al-Raḥmān Chhorvī. Hazara: Dargāh Wāliyah Qādiriyyah, Sarīkōṭ Sharīf, 1995, pp. 59–65.

اس کتاب کو کتبِ کلام اور کتبِ فقہ کا خلاصہ بنا دیا ہے۔ زہد و فکرِ اختیاری پر مشتمل فرمودات کو اس میں شامل کر کے، اسے کتبِ تصوف کا خلاصہ بھی بنا دیا ہے۔ انتہائی مشکل اور پیچیدہ عبارات، اور عجیب و غریب تشبیہات و استعارات درج فرما کر، ادبِ عربی کا گراں قدر خزانہ بنا دیا ہے۔ مسائلِ تصوف کی باریکیوں اور اصطلاحی پیچیدگیوں کو دیکھ کر، حضرت ابنِ عربی کا رنگ و ڈھنگ نظر آتا ہے۔ فلسفہ، منطق، اور ریاضی کی اصطلاحات کے بے تکلفانہ استعمال سے، حکیمانہ فلاسفہ کا عقل و رنگ معلوم ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ محمد عبدالرحمان نے رسمی تعلیم حاصل نہیں کی، یعنی علومِ متداولہ کو کسی درس و مکتب سے نہیں پڑھا ہوا تھا، اور نہ ایک دن بھی مدرسہ گئے، نہ کسی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ اس کتاب کا مقدمہ مولانا اشرف سیالوی صاحب نے لکھا ہے جو خود ایک تحقیقی اور مضبوط مقدمہ ہے۔

7۔ سید الوری از قاضی عبد الدائم دائم

سید الوری قاضی عبد الدائم دائم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر تین جلدوں پر مشتمل یہ کتاب لکھی۔ قاضی عبد الدائم دائم سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ صدریہ ہری پور ہزارہ، سرپرست دارالعلوم رحمانیہ، مدیر ماہنامہ جامع عرفان ہیں۔ آپ جامع شریعت و طریقت، واقف رموزِ حقیقت و معرفت، ایک بے مثال مقرر اور عدیم النظیر صاحبِ قلم ہیں۔ یہ ایک ایسا مجموعہ سیرتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو تحقیق کے لحاظ سے علماء کے لیے بھی دلچسپی سے خالی نہیں، اور عام فہم تحریر کی وجہ سے عوام کو بھی اس کے سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں۔ عشق و محبتِ مصطفیٰ، جو اصل و اثاثہ ایمان ہے، اس کی خوبی سے یہ مجموعہ لبریز ہے۔ سید الوری کی جو بات سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری کتابوں سے اسے ممتاز کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ اس میں محض تاریخی واقعات کو صحت و صفائی ہی سے پیش نہیں کیا گیا، بلکہ جو کچھ لکھا گیا ہے، محبت میں ڈوب کر لکھا گیا ہے۔ ہر واقعہ عقیدت کا رنگ لیے ہوئے ہے، اور ہر تحریر عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اضافہ کرنے کا باعث بنتی ہے۔ انہوں نے کتاب ترتیب دیتے وقت انتہائی مستند

کتب سے استفادہ کیا ہے۔ سیرتِ حلبیہ، سیرت ابنِ اسحاق، سیرت ابنِ ہشام، طبقات ابن سعد، البدایہ والنہایہ، زرقانی، تاریخ طبری، مستدرک، تاریخ الخمیس، اور صحاح ستہ جیسی بلند پایہ کتب کا کوئی گوشہ ان سے چھپا نہیں رہا(7)۔

سید الوری ایک اور اعتبار سے بھی تاریخِ اسلام اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتابوں میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔ قاضی صاحب نے مغربی اہلِ قلم کے واویلہ کا کوئی اثر قبول نہیں کیا اور نہ ہی ان کے طمطراق سے ذہنی مرعوبیت کا شکار ہوئے۔ اسلامی جہاد بالسیف کے بارے میں اکثر لکھنے والوں نے معذرت خواہانہ پالیسی اختیار کیے رکھی، اور اپنی تحریروں میں اس بات پر زور دیا کہ مسلمانوں نے تمام لڑائیاں محض دفاعی انداز سے لڑیں۔ ان مصلحت اندیشوں کے برعکس، سید الوری کے مصنف نے حقیقت نگاری سے کام لیتے ہوئے علی الاعلان کہا: "اسلام میں جہاد کی جو اہمیت ہے، وہ ہر صاحبِ علم پر روشن اور واضح ہے۔"

اسی جہاد کی بدولت سید دوعالم ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں عرب کا بیشتر حصہ مسلمانوں کے زیرِ نگیں آ گیا تھا، اور پھر خلفائے راشدین نے اس سلسلے کو اتنا آگے بڑھایا کہ اس دور کی فتوحات کا حال پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ روم وایران میں ناقابل تسخیر طاقتیں بھی ان کے سامنے ٹھہر نہ سکیں۔ ہیروں سے مرصع سونے کے تاج توڑ دیے گئے۔ بلند وبالا تخت پیوند زمین کر دیے گئے۔ خدا کی زمین پر خدا کا قانون نافذ کروایا گیا۔ رہی سہی کسر نور الدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی نے پوری کر دی اور آخر میں سلطان محمد ثانی نے قسطنطنیہ فتح کر کے عیسائی اقتدار کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی(8)۔

8۔جمال رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اس کتاب کے مصنف سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی ہیں۔ اس کتاب کو اورینٹیل پبلیکیشن لاہور والوں نے 2012 میں شائع کیا، جو کہ اس کی پانچویں اشاعت تھی۔ اس کتاب کے کل صفحات 400 ہیں۔ آپ نے اس کتاب کو 29

(7) دائم، قاضی عبد الدائم۔ سید الوریٰ۔ لاہور: برائت بکس، 1997ء، 15–16۔
Dāʾim, Qāḍī ʿAbd al-Dāʾim. *Sayyid al-Warā*. Lahore: Barāʾat Books, 1997, pp. 15–16.
(8) دائم، قاضی عبد الدائم۔ سید الوریٰ۔ لاہور: برائت بکس، 1997ء، 25۔
Dāʾim, Qāḍī ʿAbd al-Dāʾim. *Sayyid al-Warā*. Lahore: Barāʾat Books, 1997, p. 25.

ابواب پر تقسیم کیا ہے۔ ابواب کی تفصیل کچھ یوں ہے: ولادت، میلاد نامہ منظوم، اجمالی صفات، سیرت خیر الخلق، میثاق ازلی، مبشرات، بے مثل بشریت، ختم نبوت، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم، رسالت، عظمتِ مصطفی، شبِ اسریٰ، حقیقتِ کلام، مسئلہ علمِ غیب، معجزاتِ علمِ غیب، مظہرِ اخلاق، اعلانیہ تبلیغ، ہجرت اور اس کی حقیقت، تحویل قبلہ، تاسیسِ شریعت، نظامِ احیاءِ ملت، مسئلہ جہاد اور اسلام، برکاتِ غزواتِ اسلامیہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سانحہ ارتحال اور نمازِ جنازہ، متروکاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، تقبیلِ ابہامین اور برکاتِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اربعین۔

اردو اور پنجابی میں میلاد نامے لکھنے کی روایت برصغیر میں شروع ہی سے چلی آرہی ہے۔ آپ نے بھی 30 رباعیوں پر مشتمل میلاد نامہ رقم کیا ہے۔ آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل ہی، آپ کا اسمِ گرامی عرب میں مشہور ہو گیا تھا۔ چنانچہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل چھ بچوں کے نام آپ کے اسمِ گرامی پر رکھے جا چکے تھے۔ کائنات میں صرف سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جامع صفات ہستی ہے، جس سے کہ اسمائے گرامی جہاں بھر کے موصوف افراد سے زیادہ اور جس کی ذاتِ بابرکات ہر اپنے اسم کا کلی مصداق اور حقیقتِ صوری و معنوی کی صحیح عامل و حامل ہے۔

اللہ کریم نے، جو اسمِ مبارک اپنے محبوب کے لیے خاص کرنا چاہا، اس کے ارشاد فرمانے سے قبل اپنے محبوبِ بے عیب کو مطلوبہ خصوصیتوں کا حامل اور حقیقتوں کا اہل کر کے پھر فرمایا۔ وہ محبوبِ خدا صرف اسمائے عالیہ سے موصوف ہی نہیں، بلکہ تمام اسمائے طیبہ کے حقائق حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی میں مجتمع ہیں۔ وہ عوام کی طرح محض اسماء کی فہرست نہیں رکھتے، بلکہ تمام اسمائے مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہر لحاظ سے منطبق اور صادق آتے ہیں۔ یہ ایک خوبی ہے جو جہاں بھر کے اولین و آخرین افراد میں اسماء کی اس بہتات کے ساتھ قطعاً نہیں پائی جاتی اور نہ پائی جائے گی۔ بلکہ اکثر انبیاء علیہم السلام کو بھی اسماء کی ایک ایک بزرگی کے ساتھ خاص کیا گیا ہے، مثلاً: ابراہیم علیہ السلام کا اسم شریف حلیم، نوح علیہ السلام کا شکور، عیسیٰ و یحییٰ کا سید، موسیٰ علیہ السلام کا کریم و قوی، یوسف علیہ السلام کا حفیظ و علیم، ایوب علیہ السلام کا صابر، اور اسماعیل علیہ السلام کا صادق الوعد—ان سب پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو زیادتی اسماء میں فضیلتِ تامہ حاصل ہے۔

اس کے بعد آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے 100 اسمائے گرامی کی مختصراً تشریح فرمائی۔ مثلاً، اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح آپ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خصوصیت دی ہے کہ آپ کے اسماء کے ضمن میں آپ کی تعریف فرمائی ہے۔ آپ کے ذکر کے اثنا میں آپ کے بڑے شکر کا ذکر مخفی رکھا ہے۔ اس اسمِ شریف میں، جو بروزنِ مُفَعَّل ہے، کثرتِ حمد میں مبالغہ ہے؛ یعنی حضور، حمد کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر ہیں اور ان سب سے افضل ہیں جن کی تعریف کی جاتی ہے۔ اسی لیے کائنات کا ذرّہ ذرّہ آج تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ثنا گستر و مدح خواں ہے۔ اور ان کے پیارے نام کی نوبتِ شاہانہ رات دن کے 24 گھنٹوں میں پانچ مرتبہ مساجد کے بلند ترین میناروں سے سامعہ نواز ہے۔ اور قیامت کے دن بھی حمد کا جھنڈا حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہو گا تاکہ کمالِ حمد آپ کے لیے پورا ہو، اور اس میدان میں حمد کی صفت سے مشہور ہو جائے۔ آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر بٹھائے گا۔ اس مقام میں آپ سب کی شفاعت فرمائیں گے، اور آپ پر تعریفوں کے دروازے کھلیں گے جو کسی اور پر نہ کھلے ہیں، نہ کھلیں گے"(9)۔

ہر موضوع کو آپ نے کمالِ حُسن اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ رقم کیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جس صفت اور کمال کو آپ نے بیان کیا، اُس کو بیان کرنے کا صحیح حق ادا کر دیا ہے۔

9۔ سیاحِ لامکاں از سید ابو الفیض قلندر علی سہروردی

اس کتاب کے مصنف سید ابو الفیض قلندر علی سہروردی ہیں۔ اس کو ادارہ سہروردیہ فی علوم اسلامیہ نے شائع کیا ہے جو اس کی چوتھی اشاعت ہے۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ انور حسین نے کیا جو 1987ء میں چھپا۔

ابو الفیض قلندر علی سہروردی 1895 میں کوٹلی لوہاراں، ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید رسول بخش تھا۔ آپ کے نانا جان کو حضرت سائیں سکندر علی شاہ نے بتایا کہ "آپ کے ہاں ایک نواسہ پیدا ہو گا جو اپنے زمانے کا قلندر ہو گا، اس کا نام قلندر علی رکھنا۔" آپ کی پیدائش پر آپ کا نام سید قلندر علی رکھا گیا۔ آپ کا سلسلہ نسب 23

(9) سہروردی، قلندر علی۔ ابو الفیض۔ لاہور: جمال رسول، اورینٹل پبلی کیشنز، 31–32۔
Suhrawardī, Qalandar ʿAlī. *Abū al-Fayḍ*. Lahore: Jamāl Rasūl, Oriental Publications, pp. 31–32.

واسطوں سے قطبِ زمانی، سید محی الدین عبد القادر جیلانی سے ملتا ہے۔ مدرسہ نعمانیہ لاہور سے آپ نے دینی تعلیم مکمل فرمائی۔ علم کی تشنگی بجھانے کے لیے آپ نے ہجرت فرمائی اور امامِ اہلِ سنت، حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اڑھائی برس وہاں رہے اور فارغ التحصیل ہو کر وطن واپس لوٹے۔ جلال پور جٹاں، ضلع گجرات کے ایک گاؤں میں، غلام محمد سہروردی کے حق پرست پر آپ بیعت ہوئے۔ شاہ ابو المعالی قادری کے روضۂ اقدس سے متصل جامع مسجد میں جلوہ افروز منبر ہوئے۔ وہیں آپ کو شاہ ابو المعالی قادری کی بارگاہِ اقدس سے "قلندرِ رسول نما" کا خطاب ملا۔ 63 برس کی عمر میں، 10 ستمبر 1958 کو، واصلِ حق ہوئے[(10)]۔

"سیاح لامکاں" جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ اس کتاب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعۂ معراج پر بڑی تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔ آپ نے اس کتاب میں معجزات پر بھی بحث کی ہے، اور اسی کے ضمن میں سائنس اور معجزات کے فرق کو بھی سمجھایا ہے، اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر معجزات بھی اس کتاب میں جمع کر دیے گئے ہیں۔ چونکہ کتاب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج کا ذکر تفصیل سے ہے، اس لیے آپ نے ایک باب میں خانۂ کعبہ کی تاریخ، دوسرے باب میں بیت المقدس کی تاریخ بیان کی ہے، جو دلچسپ ہونے کے علاوہ معلومات افزا بھی ہے۔ حضرت مولانا ابو الفیض سید قلندر علی سہروردی معراجِ جسمانی کے قائل تھے۔ آپ نے اپنے نظریے کو ثابت کرنے کے لیے قرآنِ مجید کی مشہور آیت الاسراء کی نہایت دلکش تفسیر فرمائی ہے۔ اس تفسیر میں آپ نے نہایت دلکش نکات بیان کیے ہیں۔ لفظ "عبد" اور "اسری" وغیرہ پر لغوی بحث کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ ان کا اطلاق روح اور جسم کے مجموعے پر ہوتا ہے۔

اسی بحث کے دوران آپ نے عبودیت پر فلسفیانہ اور صوفیانہ رنگ میں روشنی ڈالی ہے، اور ثابت کیا ہے کہ عبودیت کے بغیر انسان کسی مصرف کا نہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے ایک پورا باب "صلاۃ" یعنی معراجِ مومن پر لکھا ہے۔ نماز کی

(10) سہروردی، اویس علی۔ "مقدمہ۔" سیاح لامکاں۔ لاہور: سہروردیہ فاؤنڈیشن، 1994۔
Suhrawardī, Uwais ʿAlī. "Muqaddimah." In *Sayyāḥ Lā Makān*. Lahore: Suhrawardiyyah Foundation, 1994.

برکات، نماز کی اہمیت، اور نماز کے فوائد تفصیل سے اس میں رقم کیے ہیں۔ اس کتاب کا دیباچہ علم الدین سالک نے لکھا ہے، جس میں انہوں نے ابتدا میں سائنس اور معجزہ کی حقیقت پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ آخر میں واقعۂ معراج پر اعتراض کرنے والوں کا بھی آپ نے پر مسکت جواب دیا ہے۔ آپ نے اپنے ہم مشرب صوفیاء کرام کو دعوت دی ہے، انہیں بتایا ہے کہ ان کا فرض فقط گوشوں میں بیٹھ کر "اللہ اللہ" کرنا نہیں ہے، بلکہ ان کے ذمے تبلیغ واشاعتِ اسلام کا فریضہ بھی ڈالا گیا ہے۔ اب زاویہ گمنامی میں بیٹھنے کا وقت گزر چکا ہے، حال و قال کی محفلیں ختم ہو گئیں۔ انہیں مردِ مجاہد بن کر میدان میں اُترنا ہو گا۔ اپنے لیے نہیں، اسلام کی عزت و حرمت کے لیے، تبلیغ واشاعت کے فریضہ کی تکمیل کے لیے۔ کاش کہ تمام صوفی آپ کے ہمنوا ہوں، اور جس چیز کو آپ محسوس کرتے ہیں، اس سے وہ بھی اثر انداز ہوں، اور ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاسی، معاشرتی، روحانی اور مذہبی زندگی میں انقلاب برپا ہو جائے[(11)]۔

10۔ اسماء النبی الکریم

اس کتاب کے مصنف ابو انیس صوفی محمد برکت علی لدھیانوی ہیں۔ یہ کتاب پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کو تاجدارِ دارالاحسان، فیصل آباد نے 1997 میں شائع کیا ہے۔ سب سے پہلے یہ کتاب 1977ء میں شائع ہوئی۔ اسماء النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم صوفی برکت علی لدھیانوی کی وہ مایہ ناز تصنیف ہے، جس میں اسمائے مبارکہ حرفِ تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیے گئے ہیں۔ اس میں اسماء عمدہ ترین کتابت وطباعت سے منقش ومزین کیے گئے ہیں۔ ہر اسمِ مبارک کے تحت مکمل عربی اور فارسی متن ہے، ترجمہ اور ماخذ کا مکمل حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ کتاب سیرت کے محققین کے لیے ایک گراں قدر سرمایہ عطا کرتی ہے۔ اسماءِ مبارکہ کی بنیاد پر سیرتِ رسول کا بیان یقیناً ایک نادر کاوش ہے، اور اس موضوع پر یہ منفرد کتاب ہے۔ پانچ جلدوں پر مشتمل متن کے 2142 صفحات ہیں۔ 1437 اسمائے مبارکہ اس میں جمع ہیں۔ اس کے لیے عمدہ

(11) نفس مصدر۔/.Ibid

ترین کاغذ (جاپانی بوس پیپر) استعمال کیا گیا ہے۔ اسماء مبارکہ کی خطاطی رئیس القلم حافظ محمد یوسف سدیدی کے اعجازِ قلم کا نتیجہ ہے[12]۔

11۔ سراپائے جمال صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے حضور ﷺ

یہ دونوں کتابیں سید محمد وجیہ سیماعرفانی کی ہیں۔ پہلے ہم "سراپائے جمال صلی اللہ علیہ وسلم" کے بارے میں تعارف پیش کرتے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب، سید محمد وجیہ السیماعرفانی کے ریڈیو کے پروگراموں میں سے دستیاب مسودات پر مشتمل ہے، جو کہ جون 1996ء سے اکتوبر 1988ء تک کے دورانیے پر محیط ہیں۔ ان کی محافل میں آکر اگر کسی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کوئی سوال کیا، تو بلا تعطل بولتے ہوئے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توضیح بیان کرتے چلے جانا، آپ کے مریدین کے لیے معمول کے مشاہدے کی بات تھی۔

آپ نے اس کتاب کے مضامین کے عنوانات کو کچھ اس طرح ترتیب دیا ہے:

- جز محمد صلی اللہ علیہ وسلم نیست در ارض و سماء
- سرِ لامکاں سے طلب ہوئی
- السلام اے دلبرِ ہر دلبرے
- لوح بھی تو، قلم بھی تو
- توحید و رسالت
- مسند نشینِ لامکاں
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کے آئینے میں
- امنِ عالم کے داعی

(12) ضمیر، محمد دین۔ تاجدار دار الاحسان۔ فیصل آباد: دار الاحسان، 1997ء، ص 175۔
Ẓamīr, Muḥammad Dīn. *Tāj-dār Dār al-Iḥsān*. Faisalabad: Dār al-Iḥsān, 1997, p. 175.

اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کو پنجابی زبان میں بھی بیان کیا ہے۔اس کے موضوعات کچھ یوں ہیں:

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی دی حیثیت نال
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دی پیروی
- اسوۂ حسنہ
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیاں صفتاں
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم دا انداز تخاطب
- مروت تے رواداری

کتاب کا دوسرا عنوان **"سرے لامکاں سے طلب ہوئی"** ہے۔اس میں آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر معراج کے حوالے سے لکھا ہے:

> "آج شبِ معراج ہے؛ وہ رات جب عالمِ کون و مکاں کے تاجدار، اولین و آخرین کے فرماں روا، شاہد و مشہود، انبیاء و مرسلین کے پیشوا، عرش و فرش کے مقتدا، عالمِ انوار کے حکمران، اللہ کے محبوبِ مطلق، آیۂ رحمتِ تمام، حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تمام معمورۂ کائنات سے اٹھے، مسجد اقصیٰ تک پہنچے۔ وہاں سے قدمِ پاک اٹھایا، ہفت آسمان پر کشور کشائی کی؛ وہاں سے نکلے تو عرش و کرسی کی اقلیم کو نوازا، اور اس سے آگے جا کر حریمِ قدس کو اپنی تجلیات سے مشرف فرمایا۔ سدرۃ المنتہیٰ سے بڑھے تو نورِ ازل بھی ایک حجابِ تعینات بن کر رہ گیا۔ انوار و تجلیات کا عالم بھی گردِ راہِ محبوب ہوا۔ جبرائیل و ملائک بھی صدائے درود و تسبیح بن کر رہ گئے۔ احساسات و کیفیات بھی ایک نگاہِ نیم باز کی یادداشت بنے"[13]۔

(13) عرفانی، سید وجیہ السیما۔ سراپائے جمال۔ لاہور: مکتبہ عرفانیہ، 1439ھ، 6۔
ʿIrfānī, Sayyid Wajīh al-Sīmā. *Sarāpā-yi Jamāl*. Lahore: Maktabah ʿIrfāniyyah, 1439 AH, p. 6.

12۔ میرے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم

یہ کتاب بھی سید وجیہ السیماء عرفانی کے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مبنی موضوعات پر مشتمل ریکارڈنگ میں موجود باقی ماندہ مسودات اور نشری ریکارڈ پر مشتمل ہے، جو یکم دسمبر 1964ء تا اکتوبر 1989ء تک کے دورانیے میں ریکارڈ ہوئے۔ ان مضامین کے مطالعے سے آپ کو سید محمد وجیہ السیماء عرفانی کی حضور نبی کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فخر موجودات، صاحبِ لولاک، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکریم اور ان کے ساتھ عشق و محبت کا احساس، سوئے طیبہ لیے جانے کی سعی کرتا دکھائی دیتا ہے۔ ان تمام مضامین میں آپ کو عام روایات کے بجائے قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ کے حوالہ جات کی بہتات نظر آئے گی، جو کسی بھی بات کے معیاری، مستند اور دیرپا ہونے کی علامت ہے۔ اس کتاب میں "دلبرِ ازل وابد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے عنوان کے تحت روزِ محشر کی منظر کشی ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

> حق تعالیٰ جل شانہ کی قہاری و جبروت، اس کی عظمت و کبریا کے سامنے کسی کو مجالِ گویائی نہیں ہے۔ سبھی سر جھکائے خاموش، سبھی لب بستہ، منتظرِ فیصلہ، طبیعتیں لرزہ براندام، مزاج آشفتہ، انتظار۔ عرصۂ محشر میں ایک خوشبو پھیلتی ہے، مزاجوں کی زحمتیں امیدِ کرم میں بدلتی ہیں، لوحِ کائنات پر رحمت کی تحریریں جلوہ آرا ہوتی ہیں۔ سید الانبیاء جلوہ فرما ہوتے ہیں، حمد کا پرچم آپ کے ہاتھ میں ہے، ہر جانب رحمتوں کی تجلیاں بکھیرتے ہوئے ملائکہ درود و سلام کہہ اٹھتے ہیں۔ انبیاء تعظیم کے لیے سربستہ ہوتے ہیں: وہ آگئے جو "رحمتٌ للعالمین" ہیں، "شفیع المذنبین" ہیں، "سید المرسلین" ہیں، "خاتم النبیین" ہیں۔ سارے اربابِ جمال کا انتہائے نگاہ، نعمتِ حق کی انتہا، نبوت کا حرفِ آخر، رسالت کا کمال، بے ہمت علم کی معراجِ آخر، نور کا پیکرِ بے مثال، رحمت کا مرقع تمام۔ عرصۂ محشر مامورِ صلاۃ ہوتا ہے: "اے نبیوں کے نبی! آپ پر سلام، اے رسولوں کے پیشوا! آپ پر درود، اے ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک کے لیے رسولِ برحق! آپ کے لیے تسلیمات"[(14)]۔

(14) عرفانی، سید محمد وجیہ السیما۔ میرے حضور۔ لاہور: مطبوعات عرفانیہ، 2018ء، 142۔

اسی طرح پوری کتاب عشق و محبت اور ادبِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خوبصورت موتیوں اور نگینوں کے ساتھ، ہر مضمون کو حسنِ ادب، عشق، اور دلیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

13۔ تجلیات حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم عارفانہ شرح کلمہ توحید

معرفت و عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عقیدہ وحدت الوجود کی روشنی میں ایک منفرد اور بے مثال کتاب، جس کو پروفیسر الحاج شاہ محمد عبد الغنی نے لکھا ہے۔ سیرت فاؤنڈیشن نے اس کو 2021 میں شائع کیا، جس کے صفحات 612 ہیں۔ دیباچہ میں آپ لکھتے ہیں: اس کتاب کے تین حصے ہیں۔ تمام حصوں کا مرکزی خیال عظمتِ شانِ محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔ آپ مزید لکھتے ہیں: عاشقانِ حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ حضور رحمت للعالمین کی حیاتِ طیبہ، کمالاتِ نوری و حقی، کمالاتِ خلقی واخلاقی پر مشتمل ہے۔

تاہم عام مسلمان مورخین وقدردان حضرات، حضور ختمی مرتبت کے کمالاتِ خلقی اور اخلاقی کا بیان کرتے ہیں؛ لیکن حضور کے کمالِ نوری و حقی صرف اولیاء اللہ اور مشائخ کرام کی زبانوں پر آتے ہیں۔ کمالاتِ مذکور کو اتنی شرح و بسط کے ساتھ اردو میں کہیں بیان نہیں کیا گیا، جیسا کہ زیرِ نظر کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ نہ کہیں ایسی آسان زبان ہی استعمال کی گئی ہے۔ تقریباً تمام مشائخِ عظام، اشاروں کی زبان میں بات کرتے ہیں یا ان کا بیان تشنہ رہ جاتا ہے، جس سے حضور محبوبِ خدا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالاتِ نوری و حقی کا کما حقہٗ اظہار نہیں ہو پاتا۔ حالانکہ یہی حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ کا بہترین حصہ ہے۔ جب تک عظمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان روشن پہلوؤں کو اچھی طرح واضح نہ کیا جائے، نہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی محبت پیدا ہو سکتی ہے، اور نہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا پورا ادب واحترام ہو سکتا ہے، نہ ایمان کامل ہو سکتا ہے، نہ مسلمان شرک سے بچ سکتا ہے[(15)]۔

ʿIrfānī, Sayyid Muḥammad Wajīh al-Sīmā. *Meray Ḥuẓūr*. Lahore: Maṭbūʿāt ʿIrfāniyyah, 2018, p. 142.

(15) عبد الغنی، محمد۔ تجلیات حقیقت محمدی۔ لاہور: سیرت فاؤنڈیشن، 2021ء، 88–89۔

ʿAbd al-Ghanī, Muḥammad. *Tajalliyāt Ḥaqīqat-e-Muḥammadī*. Lahore: Sīrat Foundation, 2021, pp. 88–89.

آپ نے احادیثِ قرآنی کے ذریعہ توحید کے حقیقی مفہوم، اور حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور کمالات کو بڑے احسن انداز میں بیان فرمایا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ کے حوالے سے آپ نے علاؤالدین سمنانی کا قول نقل فرمایا ہے: حضرت علاؤالدین سمنانی نے حضور ختم المرتبت کی تین صورتیں بتائی ہیں:

1. **صورتِ حقی:** بحیثیت نورِ ذات۔
2. **صورتِ ملکوتی:** جبکہ آدم علیہ السلام کے وجود سے قبل، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نبوت فرمائی تھی، بموجب حدیث:

   كُنتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّين
3. **صورتِ ناسوتی:** جس صورت میں آپ صَلی اللہ علیہ وسلم عالمِ ناسوت میں تشریف لائے؛ جس میں ظاہر مادی، لیکن حقیقت نوری تھا"[16]۔

14۔ منشور حق خطبہ حجۃ الوداع بابا عرفان الحق کی باتیں

محمد ظفر اقبال اور حضرت سید حسنین ارشاد نے اس کو مرتب کیا ہے۔ اس کی دوسری اشاعت 2007 میں ہوئی، جس کو بابا پبلشر نے لاہور سے شائع کیا ہے۔ عرفان الحق، 14 اگست 1946 کو نجیب آباد، ضلع بجنور، یوپی بھارت کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ پاکستان بننے پر والدین کے ہمراہ جہلم چلے آئے اور یہیں سکونت اختیار فرمائی۔ جہلم ہی میں تعلیم حاصل کی، اور مسلم کمرشل بینک سے وابستہ ہو گئے، جسے 1992 میں خیر آباد کہہ کر ذاتی کاروبار سے منسلک ہو گئے۔ 1994 سے مخلوقِ خدا کا روحانی اور جسمانی علاج بذریعہ ذکرِ الٰہی، دعا اور غذا سے شروع کیا، جو تاحال جاری ہے۔ 1996 سے ہر جمعرات کو محفلِ درس منعقد ہوتی ہے۔ آپ کی ریکارڈ شدہ گفتگو کو مذکورہ بالا کتاب کی صورت شائع کیا گیا ہے۔ شروع میں خطبہ حجۃ الوداع عربی متن، ترجمے کے ساتھ آٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں آپ نے خطبہ حجۃ الوداع

(16) عبدالغنی۔ تجلیات حقیقتِ محمدی وعارفانہ شرح کلمہ توحید۔ لاہور: سیرت فاؤنڈیشن، 2012، 128۔
ʿAbd al-Ghanī. *Tajalliyāt Ḥaqīqat-e-Muḥammadī wa ʿĀrifānah Sharḥ Kalimah Tawḥīd*. Lahore: Sīrat Foundation, 2012, p. 128.

کی بڑی خوبصورت انداز میں تشریح کی ہے۔ اس خطبہ کی تشریح میں آپ نے خطبہ میں بیان کردہ مسائل کو بھی بیان کیا ہے، جیسے: امانت، غلامی، سود، وصیت، عورت، قرآن سے وابستگی، عبادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، اہلِ امر کی اطاعت، ذمہ داری، مال سے محبت، تفریق، علمِ غیب، معبودِ حقیقی کے متعلقہ ابحاث پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

آپ نے خطبہ حجۃ الوداع کی تشریح کرتے ہوئے آج کے موجودہ دور میں امت مسلمہ کو درپیش مسائل کو بھی ساتھ کو بھی زیر بحث لایا ہے اور امت مسلمہ کی ذمہ داریوں کا احساس انہیں دلایا ہے جیسا کہ غلامی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا آج بہت سے لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج غلامی کہاں ہے غلامی کا زمانہ تو چلا گیا۔ غلامی بنیادی طور پر کسی کے احکامات کو اس طرح ماننے سے وارد ہوتی ہے جس میں آپ کی اپنی رائے کا دخل نہ ہو تو کیا آج ساری قومیں امریکہ کی غلام نہیں ہیں کہ آپ اپنے فیصلے از خود نہیں کر سکتے۔ اگر آپ اپنے فیصلے نہیں کر سکتے تو آپ بھی غلام ہیں۔ کیا آپ اپنے بجٹ بنا سکتے ہیں ائی ایم ایف کی مرضی کے بغیر؟ آپ سمجھتے ہیں کہ ہم آزاد ہیں جبکہ ہماری پوزیشن آج یہ ہے ہم بڑی قوموں کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ ہمیں یہ اندازہ ہی نہیں ہے کہ ہم کیا کھو چکے ہیں۔ آپ نے ہر موضوع کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کرتے ہوئے موجودہ دور کے امت مسلمہ کو درپیش مسائل سے جوڑا اور دریں حال امت مسلمہ کی ذمہ داریوں کا حساس دلاتے ہوئے انہیں جھنجھوڑا بھی [(17)]۔

15۔ وہ شمع اجالا جس نے

اُس کتاب کو بھی محمد ظفر اقبال اور سید حسنین ارشاد نے مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب دوسری دفعہ 2006 میں بابا پبلشرز، لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں بابا عرفان الحق کی 13 نشستوں میں کی گئی گفتگو کو مرتب کیا گیا ہے۔ ان ابواب کی تفصیل کچھ یوں ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور معلم، آج ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کیسے کر سکتے ہیں، "جب تک آپ ان کے درمیان ہیں، عذاب نہ کروں گا"، سیرتِ نبی اور ہماری زندگی، کے عنوان

(17) عرفان الحق۔ منشور حق۔ لاہور: بابا پبلیشرز، 2007ء، 109–110۔
ʿIrfān al-Ḥaqq. *Manshūr-e-Ḥaqq*. Lahore: Bābā Publications, 2007, pp. 109–110.

سے چار نشستوں کا ذکر ہے۔ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دو نشستیں ہیں۔ اخلاق کے متعلق بھی دو نشستوں میں گفتگو کی گئی ہے۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بطور معلم" میں آپ فرماتے ہیں: اللہ رب العزت نے کم و بیش ایک لاکھ 24 ہزار پیغمبر دنیا میں مبعوث کیے، جو سب کے سب معلم تھے۔ ہر رسول کو ایک شریعت اور کتاب عطا کی گئی، جیسے اللہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور معلم مبعوث فرمایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی سب سے برگزیدہ، مکمل شریعت اور آخری کتاب عطا فرمائی۔ تو معلم بغیر کتاب نہیں ہوتا: یا تو اس سے کوئی کتاب اخذ ہوتی ہے، یا خود بھی کتاب وہ لکھ ڈالتا ہے، یا کسی کتاب کی وضاحتیں اور تفصیلات لوگوں کو بتاتا ہے۔

معلم کو کیسا ہونا چاہیے، خصوصیات کیا ہونی چاہیے، اس گفتگو میں آپ نے اسے بڑی تفصیل کے ساتھ، چند ارشاداتِ نبوی کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ معلم کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک بات جو سب سے اہم ہے، وہ ہمارے ہاں بہت کمیاب ہے، خاص کر ہمارے پاکستان میں۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں کام کی (Priority) نہیں ہے — کون سا کام کس وقت کرنا ہے، کون سا پہلے اور کون سا بعد میں کرنا ہے — ترجیح کا شعور نہیں ہے۔ ہمارے ہاں (Priority) فکس نہیں کرتے۔ آیئے دیکھیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح اس کو سکھاتے ہیں۔ غزوۂ خندق کا موقع ہے، خطرہ ہے کہ کفار چڑھے چلے آتے ہیں، تو ظہر اور عصر کی نماز موخر کر دی گئی۔ پہلے خندق پوری کھودنی چاہیے، کیونکہ اس وقت جو (Priority) ہے وہ مملکتِ اسلامیہ کے تحفظ کی ہے، اس کو بچانے کی ہے۔ تو (Priority) کا بھی سبق دیا کہ آپ نے موقع و محل کے مطابق کس چیز کو ترجیح دینی ہے[18]۔

(18) عرفان الحق۔ وہ شمع اجالا جس نے۔ لاہور: بابا پبلیشنز، 2006ء، 20۔
ʿIrfān al-Ḥaqq. *Woh Shamʿ-e Ujālā Jis Ne*. Lahore: Bābā Publications, 2006, p. 20.

16۔ بنام محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم

یہ کتاب دراصل سید بلال قطب کے مختلف مقامات پر دیے گئے لیکچرز کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف گوشوں پر بھی گفتگو کی گئی ہے، بالخصوص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امتی کا عشق اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سفر معراج کو ایک نئے انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کو علی عباس نے تحریر اور تدوین کیا ہے۔

سیرت کے علاوہ اس کتاب میں درج ذیل اہم موضوعات کے متعلق سوال وجواب کی صورت میں سید بلال قطب کا نقطۂ نظر بیان کیا گیا ہے: مزاجِ صحابہ اور تربیتِ رسول، ابراہیم علیہ السلام سے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک، میڈیا اور مذہب، اعتدال کا مذہبی نظریہ، تکمیلِ کردار سازی، ارتقاء اور انتہائے خوف، نفس اور صراطِ مستقیم، تصوف، بین المسالک ہم آہنگی، قیامت کی نشانیاں، حکمت اور اندازِ تدریس، رزق اور برکت، تقویٰ و فراست، اسلام اور معاشی نظام، معراجِ امت، کربلا میں بی بی زینبؓ کا کردار ــــ جیسے موضوعات اس کتاب کا حصہ ہیں۔

''اقْرَأْ'' کے تحت آپ لکھتے ہیں:

> جبرائیل علیہ السلام سے بڑی اور کیا نشانی ہوسکتی تھی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرائیل آکر کہہ رہے ہیں کہ یارسول اللہ! پڑھیے۔ ادھر ہم کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ میں پڑھا نہیں۔ کانوں سے نہیں، دل سے یہ جملہ سنیے گا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں پڑھا نہیں۔ ابنِ ھشام کی سیرت میں یہ جملہ بالکل مختلف انداز سے لکھا ہوا ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ میں پڑھا نہیں بلکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں نہیں پڑھتا۔
>
> اللہ کی قسم! اگر جبرائیل کے کہنے پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ لیتے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا استاد جبرائیل ہوتا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رُک کر، ٹھہر کر ایک اور وقت کا انتظار کیا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کیا کہا: محمد! اللہ کے نام پر پڑھ، وہ پڑھ جو اللہ نے کہا ہے۔ اب اگر میرا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دفعہ پڑھ لیتا تو جبرائیل میرے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کا استاد ہوتا۔ میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے نام پر پڑھا، تو میرے پیغمبر کا استاد اللہ تعالیٰ ٹھہرا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنا رحم کیا کہ جب ہمیں استاد دیا، تو اپنے اور اپنے رسول کے درمیان کوئی معلّم اور نہیں رکھا۔ یہ ممکن تھا کہ کوئی اور معلّم ہوتا۔ پھر اس دنیا میں شاید لوگ ہمیں طعنہ دیتے کہ تمہارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا[(19)]۔

17۔ مجلہ ششماہی شاہد انٹرنیشنل (سیرت نمبر)

(جولائی تا دسمبر 2024ء) کتابوں کے علاوہ ایک اہم تحقیقی مجلہ، جس میں خصوصی طور پر صوفیاء کرام کے تناظر میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے مختلف مضامین لکھے گئے ہیں، اس ششماہی مجلہ نے ایک تحقیقی مضمون قلم بند کیا ہے، جس میں چھپنے والے مضامین کا مختصر تعارف پیش کرتا ہوں۔ اس تحقیقی مجلے میں صوفیہ کی سیرت نگاری کے حوالے سے مختلف مضامین شائع ہوئے ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مخطوطہ مولد النبی ﷺ پہ ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی نے ایک خوبصورت اور تحقیقی مضمون قلم بند کیا ہے اور اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔
- کشف المحجوب میں مباحثِ سیرت اور سید ہجویری کا منہج و استدلال کے عنوان پر ڈاکٹر محمد کریم خان اور ڈاکٹر محمد طاہر مصطفیٰ نے ایک مضمون لکھا ہے۔
- پروفیسر دلاور خان نے حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے صوفیانہ سیرت نگاری کے منہج کا مطالعہ کیا ہے۔
- ڈاکٹر سہیل شفیق نے مطالعہ سیرت "لطائفِ اشرفی" کی روشنی میں ایک تحقیقی مضمون قلم بند کیا ہے۔
- پروفیسر دلاور خان نے حضرت مخدوم سمنانی کی سیرت نگاری کے اسالیب کا تجزیاتی مطالعہ کیا ہے۔

---

(19) قطب، سید بلال۔ بنام محمد ﷺ۔ لاہور: پیس پبلیکیشنز، 2015ء، 13۔

Quṭb, Sayyid Bilāl. *Binām Muḥammad* ﷺ. Lahore: Peace Publications, 2015, p. 13.

- ڈاکٹر شاکر حسین خان نے مولانا عبد الرحمٰن جامی کی سیرت نگاری پر مضمون قلم بند کیا ہے۔
- ڈاکٹر افتخار احمد خان نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت نگاری کے منہج واسلوب کا مطالعہ کیا ہے۔
- لئیق احمد نے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے منہجِ سیرت پر ایک خوبصورت مضمون لکھا ہے۔
- ایک مضمون حضرت پیر مہر علی شاہ کی کتاب شمائلِ نبوی پر ہے؛ اس مضمون میں اس کتاب کا اجمالی تعارف دیا گیا ہے۔
- سید شاہ آل مصطفیٰ نے صلح حدیبیہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیاسی بصیرت اور اثرات پر خوبصورت مضمون قلم بند کیا ہے۔
- سیرت کی کتاب "مطالعہ جمالِ رسول" پر پروفیسر دلاور خان نے اس پر ایک خوبصورت مضمون لکھا ہے۔ جمالِ رسول، سید ابو الفیض قلندر علی سہر وردی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے۔
- ڈاکٹر شاکر حسین خان نے پیر کرم شاہ الازہری کی سیرت نگاری کے صوفیانہ اسلوب کا تجزیاتی مطالعہ کیا ہے۔
- ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس صاحب نے صوفیانہ ادب میں سیرت نگاری کے رجحانات پر مضمون لکھا ہے۔
- پروفیسر دلاور خان نے عربی ادب میں صوفیاء کی مولود نگاری کی روایت پر خوبصورت مضمون لکھا ہے[20]۔

(20) شاہد انٹرنیشل۔ کراچی، 2024۔

Shāhid International. Karachi, 2024.